Pākistān islāmikus

PAKISTAN ISLAMICUS
(An International Journal of Islamic and Social Sciences)
Volume:06, Issue:06, September 2026, Pages:01-06 (Monthly)
Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

شمس التوحید میں صوفیانہ اقوال کا تحقیقی جائزہ

A CRITICAL ANALYSIS OF SUFI SAYINGS IN SHAMS AL-TAWHID

*Muhammad Irfan[1], Dr Shaukat Hayat[2]

[1] PhD Scholar Persian, University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.
[2] Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.

HEC "Y" Category

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	*August 29, 2026*
Revised:	*September 18, 2026*
Accepted:	*September 25, 2026*
Available Online:	*September 30, 2026*

Keywords:
Shams ul Tauheed
Sufi Sayings
Islamic Mysticism
Divine Unity
Spiritual Research

Funding:
This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:
Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

Sufi literature contains many Arabic sayings and spiritual terms that explain important concepts like the oneness of God (Tawhid), self-purification, and divine love. This research paper studies and reviews the Sufi sayings found in the book Shams ul-Tauheed by Hafiz Ghulam Muhammad Lahori. The paper discusses main topics such as knowing oneself, knowing God, spiritual poverty, and some complex mystical phrases (Shathiyat). It also explains that while studying Sufi texts, we should check their meanings carefully and make sure they match Islamic teachings, so that research is done with both respect and academic care.

***Corresponding Author's Email: shaukat.persian@pu.edu.pk**

زیرِ فارسی صوفیانہ ادب میں عربی اقوال، عرفانی اصطلاحات اور مشائخ کے ملفوظات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ اقوال تصوف کے نظریاتی مباحث، تزکیۂ نفس، معرفتِ الٰہی، محبت، فقر، عبادت، فنا اور توحید جیسے موضوعات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں حافظ غلام محمد لاہوری کی تصنیف 'شمس التوحید' میں مذکور صوفیانہ اقوال کا موضوعاتی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان اقوال میں معرفتِ نفس و معرفتِ رب، توحید، محبتِ الٰہی، فقر، مشاہدہ، عبادت، مقامِ قرب اور بعض صوفیانہ شطحیات کے مضامین نمایاں ہیں۔ مقالے میں ان عبارات کے عرفانی مفاہیم کی توضیح کے ساتھ ان کی نسبت، صحتِ متن اور شرعی مفہوم کے تعین کی ضرورت کو بھی واضح کیا گیا ہے، تاکہ صوفیانہ ادب کا مطالعہ عقیدت کے ساتھ علمی دیانت اور تحقیقی احتیاط کے اصولوں پر استوار ہو۔

تصوف اسلامی تہذیب کا ایک اہم علمی و روحانی سرمایہ ہے، جس میں ظاہرِ شریعت کی پابندی کے ساتھ باطن کی اصلاح، تزکیۂ نفس، اخلاصِ عمل اور معرفتِ الٰہی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ صوفیائے کرام نے اپنے روحانی تجربات، مجاہدات اور مشاہدات کو کبھی باقاعدہ علمی تصانیف، کبھی ملفوظات، کبھی اشعار اور کبھی مختصر جامع اقوال کی صورت میں بیان کیا۔ ان اقوال کی اختصار آمیز زبان میں گہرے روحانی مفاہیم پوشیدہ ہوتے ہیں، جن کے صحیح فہم کے لیے ان کے سیاق، اصطلاحی پس منظر اور شرعی اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

"شمس التوحید" فارسی صوفیانہ روایت سے تعلق رکھنے والی ایسی تصنیف ہے جس میں قرآن کریم، احادیث، مشائخ کے اقوال و حکایات اور فارسی شاعری سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب

کے علمی مطالعے میں عربی اقوال خصوصی اہمیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے مصنف نے تصوف کے بنیادی تصورات کو مختصر مگر مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ ان اقوال کا جائزہ صرف ترجمے تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ان کے مفہوم، ماخذ، نسبت اور علمی حیثیت کو بھی تحقیق کا موضوع بنایا جانا چاہیے۔

اس مقالے کا مقصد صوفیاء کے اقوال و عربی عبارات کی روشنی میں شمس التوحید کے صوفیانہ رجحانات کو سمجھنا، ان کے بنیادی موضوعات کی درجہ بندی کرنا اور ان کی تعبیر میں علمی احتیاط کے اصول واضح کرنا ہے۔ ذیل میں ان عربی عبارات کی روشنی میں شمس التوحید کے صوفیانہ مباحث کو بیان کیا جاتا ہے۔

توحید اور معرفتِ الٰہی کا تصور

تصوف کا مرکزی موضوع معرفتِ الٰہی ہے، اور معرفت کی تکمیل کا تعلق توحید کے شعوری ادراک سے ہے شمس التوحید میں یہ مضمون متعدد صورتوں میں سامنے آتا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا گیا۔:

﴿لَيْسَ فِي جُبَّتِي سِوَى اللهِ﴾[1] (ن خ، ص۱۷)

(میرے جبّہ میں اللہ کے سوا کوئی نہیں۔)

یہ عبارت صوفیانہ زبان میں استغراقِ توحید اور غیر اللہ سے قلبی انقطاع کی تعبیر کے طور پر سمجھی جا سکتی ہے۔ یہاں جبّہ کو ظاہری لباس کے بجائے ایک تمثیلی پیرایہ سمجھا جائے تو مفہوم یہ بنتا ہے کہ سالک کے شعور پر یادِ الٰہی اس قدر غالب ہو کہ اس کا باطن غیر اللہ کی محبت اور غیر ضروری وابستگیوں سے پاک ہو جائے۔ تاہم اس عبارت کو اللہ تعالیٰ کے کسی مخلوق میں حلول یا اتحاد کے معنی میں لینا درست نہیں؛ اسلامی عقیدۂ توحید خالق اور مخلوق کے امتیاز کو برقرار رکھتا ہے۔

اسی مفہوم کی ایک دوسری تعبیر یہ ہے۔

﴿التَّوْحِيدُ إِلَى اللهِ وَالْإِعْرَاضُ عَمَّا سِوَى اللهِ﴾[2] (ن خ، ص۱۱۴)

(وحید اللہ کی طرف متوجہ ہونے اور اللہ کے سوا ہر اس چیز سے اعراض کرنے کا نام ہے جو بندے کو اس کیا اور اطاعت سے غافل کرے۔)

اس قول میں توحید کو محض زبانی اقرار نہیں، بلکہ قلبی توجہ اور عملی زندگی کے ایک جامع رویے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اعراض عن ماسوی اللہ کا مطلب دنیاوی ذمہ داریوں، حقوق العباد یا جائز اسباب کو ترک کرنا نہیں، بلکہ ان کی محبت اور مشغولیت کو اللہ کی اطاعت پر غالب نہ آنے دینا ہے۔

اسی سلسلے میں درج ذیل عبارت قابلِ توجہ ہے۔

﴿لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ﴾[3] (ن خ، ص۱۹۶)

(دونوں جہانوں میں حقیقی طور پر مقصود وہی ہے۔)

اگر اس عبارت کو مقصدِ بندگی اور غلبۂ محبت کے تناظر میں سمجھا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ سالک کی آخری طلب اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب ہو۔ تاہم اسے اس معنی میں نہیں لینا چاہیے کہ مخلوقات کا وجود سرے سے موجود ہی نہیں یا خالق اور مخلوق ایک ہی حقیقت ہیں۔ صوفیانہ تعبیرات کو عقیدۂ توحید کے مسلمہ اصولوں کے مطابق سمجھنا ضروری ہے۔

معرفتِ نفس اور معرفتِ رب

صوفیانہ تعلیمات میں نفس کی حقیقت، اس کی کمزوریوں اور اس کی اصلاح کا مطالعہ معرفتِ الٰہی کی راہ میں اہم مقام رکھتا ہے۔ اس موضوع پر مشہور صوفیانہ قول ہے جسے بعض نے حدیث قرار دیا ہے۔

((مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ، وَمَنْ عَرَفَ رَبَّهُ كَلَّ لِسَانُهُ))[4] (ن خ، ص۱۷۲)

(جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا؛ اور جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس کی زبان عاجز ہو گئی۔)

اس قول کے پہلے حصے میں انسان کو اپنی حقیقت، محتاجی، محدودیت اور کمزوری کا شعور حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ جب انسان اپنے وجود کی بے بسی اور اپنے علم و قدرت کی محدودیت کو پہچانتا ہے تو اسے خالق کی قدرت، علم اور بے نیازی کا ادراک حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ دوسرے حصے میں معرفت کے سامنے انسانی زبان کی عاجزی کو بیان کیا گیا ہے؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا شعور انسان میں تواضع اور خاموشی کی حکمت پیدا کرتا ہے۔

یہاں ایک اہم تحقیقی نکتہ ملحوظ رہے کہ "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ" صوفیانہ اور اخلاقی ادب میں معروف ہے، لیکن اسے بلا تحقیق حدیثِ نبوی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی حدیثی نسبت کے لیے مصادرِ حدیث اور اقوال کے اصل مآخذ کی مستقل تحقیق ضروری ہے۔

محبتِ الٰہی اور مقامِ وصال

تصوف میں محبت محض جذباتی کیفیت نہیں، بلکہ اطاعت، اخلاص، ذکر اور قربِ الٰہی کی طلب سے عبارت ہے۔ اس سلسلے میں یہ عبارت ملتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں انسان کو خالق حقیقی کا وصل میسر آتا ہے اس ضمن میں حضرت غوث اعظم جیلانی، شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

﴿سَقَانِي الْحُبُّ كَأْسَاتِ الْوِصَالِ﴾[5] (ن خ، ص۲۱۴)

(محبت نے مجھے وصال کے جام پلائے۔)

یہاں محبت کو ساقی اور وصال کو جام کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک ادبی و عرفانی استعارہ ہے جس میں سالک کے باطن پر محبتِ الٰہی کے اثرات کو بیان کیا گیا ہے۔ صوفیانہ ادب

میں وصال سے مراد قربِ الٰہی، قلبی حضوری، معرفت کی کیفیت اور رضائے الٰہی کا حصول ہو سکتا ہے؛ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جسمانی اتصال یا مکانی قرب کے معنی میں نہیں لینا چاہیے۔

اسی مضمون سے متعلق یہ قول بھی اہم ہے۔

﴿الْمَوْتُ جِسْرٌ يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ﴾[6](ن خ، ص ۲۰۳)

(موت ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب تک پہنچاتا ہے۔)

اس عبارت میں موت کو فنا یا محض اختتام کے بجائے آخرت کی طرف انتقال اور لقاءِ الٰہی کی امید کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا بنیادی پیغامیہ ہے کہ مؤمن موت کو یاد رکھتے ہوئے اپنی زندگی کو نیکی، اخلاص اور تیاریِ آخرت سے آراستہ کرے۔ تاہم اس تعبیر سے مراد یہ نہیں کہ موت کے بعد ہر انسان کا انجام یکساں ہے؛ اسلامی تعلیمات کے مطابق آخرت کا معاملہ ایمان، اعمال، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے عدل سے متعلق ہے۔

فقر، زہد اور دنیا سے بے رغبتی

صوفیانہ ادب میں فقر ایک اہم اصطلاح ہے۔ اس سے مراد صرف مالی تنگ دستی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی محتاجی کا شعور اور اس کی عطا پر اعتماد بھی ہے۔ اس حوالے سے یہ عبارت درج ہے

﴿وَالْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ﴾[7](ن خ، ص ۲۱۷)

(فقر دونوں جہانوں میں چہرے کی سیاہی ہے۔)

یہاں فقر سے مراد اصطلاحی صوفیانہ فقر، یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے بندے کی کامل محتاجی ہے۔ قرآن و سنت میں محتاجی بذاتِ خود اخلاقی عیب نہیں؛ اصل اہمیت تقویٰ، صبر، قناعت اور حسنِ عمل کی ہے۔

﴿إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ﴾[8](ن خ، ص ۹۸)

(جب فقر اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ ہے۔)

یہ عبارت صوفیانہ شطحیات میں شمار کیے جانے کے قابل ایک مشکل تعبیر رکھتی ہے۔ اگر اسے لفظی معنی میں لیا جائے تو یہ خالق و مخلوق کے فرق کے خلاف مفہوم پیدا کر سکتی ہے۔ ممکنہ عرفانی تعبیر یہ ہے کہ فقر کی تکمیل بندے کو اپنی خود مختاری کے دعوے سے خالی کر کے اللہ تعالیٰ کی عطا، رحمت اور قدرت کا محتاج ہونے کا گہرا شعور عطا کرتی ہے۔

عبادت، اخلاص اور حضورِ قلب

تصوف میں عبادت کی روح اخلاص اور حضورِ قلب ہے۔ اس ضمن میں یہ قول پیش کیا گیا ہے:

﴿لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ﴾[9] (ن خ، ص ۱۶۴)

(حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں۔)

اس عبارت کا مقصود غالباً نماز میں قلبی توجہ، خشوع اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاضری کا شعور پیدا کرنا ہے۔ تاہم فقہی اعتبار سے اس جملے کو نماز کی صحت کے بارے میں مطلق حکم نہیں سمجھنا چاہیے۔ نماز کے ارکان و شرائط کی صحت اور خشوع و حضورِ قلب کے کمال میں فرق ہے۔ فقہاء نے حضورِ قلب کو نماز کی روح اور اس کے ثواب و کمال کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے، لیکن اس کے فقدان سے ہر صورت میں نماز کے باطل ہونے کا حکم اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

اسی مضمون سے متعلق یہ عبارت بھی ہے۔

﴿حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ﴾[10] (ن خ، ص ۱۰۰)

(نیک لوگوں کی بعض نیکیاں مقربین کے لیے کوتاہیوں کے مانند ہوتی ہیں۔)

اس قول میں اخلاقی اور روحانی درجات کے تفاوت کو بیان کیا گیا ہے۔ جو عمل عام نیک لوگوں کے لیے باعثِ فضیلت ہے، ممکن ہے کہ بلند روحانی مقام رکھنے والے شخص کے لیے اس سے زیادہ اعلیٰ درجے کی طلب کے مقابلے میں کم تر ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نیکی حقیقتاً گناہ بن جاتی ہے، بلکہ یہ ایک تقابلی صوفیانہ تعبیر ہے جس میں قرب کے درجات اور باطنی محاسبے کی شدت نمایاں ہوتی ہے۔

ایک اور عبارت ہے مذکور ہے:

﴿الْعَابِدُونَ مَحْجُوبُونَ بِعِبَادَتِهِمْ، وَالْعَالِمُونَ بِعِلْمِهِمْ، وَالزَّاهِدُونَ بِزُهْدِهِمْ، وَأَهْلُ الْكَرَامَاتِ بِكَرَامَاتِهِمْ﴾[11] (ن خ، ص ۱۱۰)

(عبادت کرنے والے اپنی عبادت کے سبب، علم والے اپنے علم کے سبب، زاہد اپنے زہد کے سبب اور کرامات والے اپنی کرامات کے سبب حجاب میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔)

یہاں حجاب سے مراد عبادت، علم، زہد یا کرامت کا وجود نہیں، بلکہ ان اعمال و کیفیات پر خود پسندی، عجب اور اپنی برتری کا احساس غالب آ جانا ہے۔ جب عبادت گزار اپنی عبادت پر ناز کرنے لگے، عالم اپنے علم کو ذاتی کمال سمجھے، زاہد اپنے زہد پر فخر کرے یا صاحبِ کرامت اپنی کرامت کو اپنی بڑائی کا ثبوت بنا لے تو یہی نیک عمل اس کے باطن میں حجاب کا سبب بن سکتا ہے۔ اس قول کی اخلاقی اہمیت یہ ہے کہ یہ نیکی کے ساتھ تواضع، اخلاص اور مسلسل محاسبۂ نفس کی تعلیم دیتا ہے۔

عبادت اور وصول الی اللہ کے بارے میں دو مشکل اقوال

عبادت اور محبوب حقیقی کے وصل کی بابت دو مشکل اقوال مذکور ہیں چنانچہ فرمایا گیا۔

﴿مَنْ تَرَكَ الْعِبَادَةَ قَبْلَ الْوُصُولِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللهِ، وَمَنْ أَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُولِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللهِ﴾[12] (ن خ، ص ۱۱۳)

(جس نے وصول سے پہلے عبادت ترک کی، اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا؛ اور جس نے وصول کے بعد عبادت کا ارادہ کیا، اس نے بھی اللہ کے ساتھ شرک کیا۔)

اس عبارت کے دونوں حصوں میں بظاہر ایک پیچیدہ اور سخت تعبیر سامنے آتی ہے۔ پہلے حصے کو اس معنی میں سمجھا جا سکتا ہے کہ روحانی مقام تک پہنچنے کے دعوے سے پہلے عبادت ترک کرنا گمراہی ہے۔ لیکن دوسرے حصے کے الفاظ ظاہری طور پر مشکل ہیں، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں عبادت کسی روحانی مقام پر پہنچنے کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتی۔ انبیائے کرام علیہم السلام، جو معرفت اور قرب کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے، عبادت، دعا اور بندگی میں سب سے آگے تھے۔

لہٰذا اس قول کو شریعت سے بے نیاز ہونے کے جواز کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے اس کے کسی مخصوص سیاق میں عبادت کے ذریعے اپنے لیے مقام و مرتبہ حاصل کرنے کی خود غرضانہ خواہش پر تنقید مقصود ہو، لیکن یہ صرف ایک احتمالی تعبیر ہے۔

معرفت، خودی اور صوفیانہ شطحیات

تصوف کی بعض عبارات میں وجد، استغراق اور روحانی کیفیت کو غیر معمولی اسلوب میں بیان کیا جاتا ہے۔ ایسی تعبیرات کو صوفیانہ اصطلاح میں شطحیات کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض الفاظ اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے اشکال پیدا کرتے ہیں، اس لیے ان کی شرح میں خاص احتیاط ضروری ہے۔ جیسا کہ:

﴿سبحانی ما اعظم شانی﴾[13] (ن خ، ص ۷۰)

(میری ذات پاک ہے، میرا مرتبہ کتنا عظیم ہے۔)

یہ عبارت صوفیانہ ادب میں ایک مشہور شطحیہ اسلوب سے مشابہ ہے۔ اس کی نسبت معروف طور پر بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ صوفیانہ شارحین ایسی عبارتوں کو بعض اوقات غلبۂ وجد اور استغراق کی حالت میں صادر ہونے والے الفاظ کے طور پر سمجھتے ہیں۔ تاہم اس کی لفظی تعبیر اسلامی عقیدے کے مطابق درست نہیں ہو سکتی، کیونکہ حقیقی تسبیح و تقدیس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اسی طرح فرمایا:

﴿أَنَا الْحَقُّ﴾[14] (ن خ، ص ۷۰)

(میں حق ہوں۔)

یہ عبارت منصور حلاج کے نام سے معروف صوفیانہ روایت میں مشہور ہے۔ اس کے تاریخی سیاق اور مفہوم پر صوفیانہ اور کلامی مباحث میں گفتگو ملتی ہے۔ اس نوع کے اقوال کو عام عقائد کے صریح بیانات کے برابر نہیں رکھا جا سکتا، بلکہ ان کے تاریخی پس منظر، متکلم کی کیفیت اور شارحین کی تعبیرات کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ محض وجدانی کیفیت کے دعوے سے کوئی ایسا مفہوم درست نہیں ہو جاتا جو خالق اور مخلوق کے امتیاز کو ختم کر دے۔

اسی سلسلے میں مذکور ہے:

﴿انا الْبَازِي الْأَشْهَبُ، كُلُّ شَيْخٍ، وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي﴾[15] (ن خ، ص ۷۱)

(میں بلند پرواز شاہین ہوں؛ ہر شیخ کے بارے میں [اپنے مقام کا اظہار کرتا ہوں]، اور مردانِ طریقت میں کون ہے جسے میری مثال عطا کی گئی ہو؟)

یہ شعر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے منسوب ہے۔ اس میں اگر روحانی مرتبے کا بیان مقصود ہو تو اسے مناقبی اور شعری زبان کے تناظر میں پڑھنا چاہیے، نہ کہ ہر لفظ کو غیر مشروط علمی دعوے کے طور پر قبول کرنا چاہیے۔

ادب، مقامِ قرب اور روحانی آداب

﴿الْأَمْرُ فَوْقَ الْأَدَبِ﴾[16] (ن خ، ص ۸۷)

(حکم، ادب سے بالاتر ہے۔)

یہ عبارت اختصار کے باعث کئی مفاہیم کی گنجائش رکھتی ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہو کہ کسی مخصوص روحانیا تربیتی موقع پر حکم کی تعمیل کو ذاتی پسند و ناپسند پر مقدم رکھا جاتا ہے، تو یہ اطاعت اور نظم کے ایک پہلو کی ترجمانی کر سکتی ہے۔ لیکن اگر اس سے مراد شریعت، اخلاق یا اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کی اجازت لی جائے تو ایسا مفہوم درست نہیں ہو گا۔ صوفیانہ تربیت میں شیخ کا ادب اہم ہے، مگر کسی انسان کی اطاعت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مستقل یا بالاتر نہیں ہو سکتی۔

دنیا، اصل اور بازگشت کا تصور

﴿كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ﴾[17] (ن خ، ص ۶۸)

(ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔)

یہ عبارت بازگشت، انجام اور اصل کی طرف رجوع کے عمومی تصور کی ترجمانی کرتی ہے۔ صوفیانہ تعبیر میں اسے انسان کے اپنے خالق کی طرف رجوع، نفس کی اصلاح اور اپنی روحانی حقیقت کے ادراک سے مربوط کیا جا سکتا ہے۔ قرآنی تعلیمات میں تمام امور کا آخری رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

مشاہدہ، تجلی اور حجاب

﴿مُشَاهَدَةُ الْأَبْرَارِ بَيْنَ التَّجَلِّي وَالْأَسْتَارِ﴾[18] (ن خ، ص ۲۰۰)

(ابرار کا مشاہدہ تجلی اور پردوں کے درمیان ہوتا ہے۔)

اس عبارت میں مشاہدہ، تجلی اور استار تین بنیادی عرفانی اصطلاحات ہیں۔ تجلی سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت یا اس کی نشانیوں کے ذریعے قلبی ادراک کی کیفیت ہے، جب کہ استار سے مراد وہ حجاب ہیں جو انسان کے فہم، توجہ یا باطنی ادراک کو محدود کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے عبارت یہ تصور پیش کرتی ہے کہ سالک کا روحانی مشاہدہ مختلف درجات اور کیفیات سے گزرتا ہے۔

قلوبِ مؤمنین اور عرشِ الٰہی کی تعبیر

﴿قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ عَرْشُ اللهِ﴾[19] (ن خ، ص ۲۰۸)

(مؤمنین کے دل اللہ کا عرش ہیں۔)

یہ عبارت قلب کی روحانی اہمیت کو نمایاں کرنے والی تمثیلی تعبیر کے طور پر پڑھی جاسکتی ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمن کا دل ایمان، ذکر، اخلاص اور محبتِ الٰہی کا مرکز بنتا ہے۔ تاہم اسے اللہ تعالیٰ کے حلول یا کسی مخلوق کے اندر اس کے محدود ہو جانے کے معنی میں لینا درست نہیں۔

ذکرِ الٰہی، فقر اور کلمۂ توحید

﴿تَوْبَةُ النَّاسِ عَنِ الذُّنُوبِ، وَتَوْبَتِي عَنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ﴾[20]

(ن خ، ص ۱۶۰)

(لوگوں کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے، اور میری توبہ "لا إله إلا الله" کہنے سے ہے۔)

اس عبارت کی صوفیانہ تعبیر یہ ہے کہ سالک اپنی زبانی عبادت پر اکتفا کرنے کے بجائے کلمۂ توحید کے حقیقی تقاضوں کو اپنی زندگی میں نافذ کرنا چاہتا ہے۔ یعنی وہ اپنے قول اور عمل کے درمیان فاصلے، ریا، غفلت یا ناقص اخلاص سے توبہ کرتا ہے

علم، شیخ اور روحانی تربیت

شمس التوحید میں مذکور اقوال صوفیاء میں علم کی عظمت، ضرورت شیخ اور روحانی تربیت پہ زور دیا گیا ہے چنانچہ علم کی عظمت بابت حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا شعر ذکر کیا گیا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

﴿دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى صِرْتُ قُطْبًا﴾[21] (ن خ، ص ۱۳۴)

(میں نے علم حاصل کیا، یہاں تک کہ قطب بن گیا۔)

یہاں "قُطب" صوفیانہ اصطلاح ہے، جسے بعض صوفیانہ نظریات میں ایک اعلیٰ روحانی مرتبے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس عبارت کو علم اور روحانی تربیت کے باہمی تعلق کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے، کہ علم انسان کو روحانیت کے مقام عالی تک پہنچا دیتا ہے۔ روحانی تربیت کے لیے ایک شیخ یا استاد کی ضرورت صوفیاء کے نزدیک مسلم ہے اس کے بغیر راہ سلوک کا راہی صحیح معنوں میں معرفت حاصل نہیں کر پاتا اور اکثر انسان شیطان کے بہکاوے میں آجاتا ہے چنانچہ اس بابت فرمایا گیا۔

﴿مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَلَا دِينَ لَهُ، وَمَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ﴾[22] (ن خ، ص ۱۴۳)

(جس کا کوئی شیخ نہیں، اس کا دین نہیں؛ اور جس کا کوئی شیخ نہیں، اس کا شیخ شیطان ہے۔)

یہ عبارت تربیت، صحبت اور اصلاحِ نفس میں استاد یا مرشد کی اہمیت پر زور دیتی ہے استاد، عالم اور مرشد ان امور کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں، لیکن کسی خاص شیخ کی عدم موجودگی کو مطلقاً بے دینیا شیطانی وابستگی قرار دینا درست نہیں۔

*"شمس التوحید" میں مذکور صوفیانہ عبارات اسلامی تصوف کے ان اہم مباحث کی نمائندگی کرتی ہیں جن میں توحید، معرفت، عبادت، فقر، محبت، مشاہدہ اور روحانی تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان اقوال کا مثبت اور تعمیری پہلو یہ ہے کہ وہ انسان کو خود پسندی سے بچنے، اپنے نفس کا محاسبہ کرنے، عبادت میں اخلاص پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو زندگی کا اصل مقصد بنانے کی دعوت دیتے ہیں۔

اس کتاب میں صوفیانہ اقوال کا جایزہ اور تحقیق، فارسی صوفیانہ ادب کے مطالعے کے ساتھ ساتھ اسلامی فکر کی اصطلاحی تاریخ، صوفیانہ زبان اور روایتِ ملفوظات کو سمجھنے میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

REFERENCES - حوالہ جات

1. Abu Saeed, Abul Khair, Muhammad bin Munawwar, Asrar al-Tauhid, s. 48, 201, tahqiq: Shafi'i Kadkani, Intisharat Agah, Tehran, 1381.

2. Al-Razi, Fakhr al-Din, Muhammad bin Umar bin al-Hasan, Min Asrar al-Tanzil wa Anwar al-Ta'wil, al-ma'ruf bih Asrar al-Tanzil, bahs: Asrar wa Haqaiq Kalimah Tauhid "La Ilaha Illallah", s. 32, 33, Rabat, Morocco: Wizarat al-Awqaf wa al-Shu'un al-Islamiyyah, al-Mamlakah al-Maghribiyyah.

3. Muhammad bin Munawwar, Asrar al-Tauhid, jild 1, s. 122, Intisharat Agah, Tehran, 1381 Shamsi.

4. Al-Qari, Mulla Ali, Al-Asrar al-Marfu'ah fi al-Akhbar al-Mawdu'ah, s. 286, Beirut: Al-Maktab al-Islami, Beirut, san-e isha'at darj nahin.

5. Jilani, Sheikh Abdul Qadir, Al-Fuyudat al-Rabbaniyyah fi al-Ma'athir wa al-Awrad al-Qadiriyyah, wa yaliha al-Qasidah al-Khamriyyah, bait awwal, Al-Maktabah al-Azhariyyah lil-Turath, Cairo, Egypt, 2000.

6. Al-Asbahani, Abu Nu'aim, Hilyat al-Awliya wa Tabaqat al-Asfiya, jild 1, s. 75, Dar al-Kutub al-Arabi, Beirut, san-e isha'at darj nahin.

[7.] Al-Jurjani, Ali bin Muhammad, Sharh al-Ta'rifat, s. 169, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1985.

[8.] Al-Jurjani, Ali bin Muhammad al-Zain al-Sharif, Al-Ta'rifat, s. 295, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1403 Hijri, 1983.

[9.] Al-Ghazali, Abu Hamid, Ihya Ulum al-Din, jild 1, s. 278, Dar al-Ma'rifah, Beirut, 1982.

[10.] Ghazali, Abu Hamid Muhammad bin Muhammad Tusi, Ihya Ulum al-Din, jild 6, s. 169, Dar Ibn Hazm, Beirut, Lebanon, 1426 Hijri, 2005.

[11.] Sha'rani, Abdul Wahhab Ahmad, Al-Tabaqat al-Kubra al-Musammah bi-Lawaqih al-Anwar fi Tabaqat al-Akhyar, tahqiq: Khalil Ahmad al-Mansur, taba' awwal, s. 17, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1418 Hijri, 1997.

[12.] Al-Jilani, Muhy al-Din Sheikh Abdul Qadir, Al-Futuhat al-Rabbaniyyah, s. 47, maqam aur san-e isha'at darj nahin.

[13.] Al-Sam'ani, Imam Abul Qasim Ahmad bin Mansur, Ruh al-Arwah fi Sharh Asma al-Malik al-Fattah, s. 129, 132, tahqiq: Najib Mayil Harawi, Intisharat Ilmi wa Farhangi, Tehran, 1989.

[14.] Al-Shaybi, Dr. Kamil Mustafa, Sharh Diwan al-Hallaj, Maktabat al-Nahdah, Beirut, 1974.

[15.] Al-Jilani, Muhy al-Din Abdul Qadir, Sirr al-Asrar wa Mazhar al-Anwar fima Yahtaju Ilayh al-Abrar, s. 175, tahqiq: Ahmad Farid al-Mazidi, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2005.

[16.] Nu'mani, Maulana Muhammad Manzoor, Islahi Khutbat, jild 3, s. 186, Idarah Tasneef-o-Talif, Karachi, Pakistan, 2011.

[17.] Mulla Sadra, Muhammad bin Ibrahim Sadr al-Din Shirazi, Sharh Usul al-Kafi, bakhsh 6, s. 394, Mu'assasah Mutala'at wa Tahqiqat Farhangi, Tehran, 1367 Hijri.

[18.] Sa'di, Sheikh Muslih al-Din Shirazi, Gulistan, bab awwal: Dar Sirat-e Padshahan, s. 58, taba' Sami'ali, maqam aur san-e isha'at darj nahin.

[19.] Al-Ajluni, Ismail bin Muhammad, Kashf al-Khafa wa Muzil al-Ilbas, jild 2, s. 102, 103, Dar al-Kutub al-Arabi, Beirut, san-e isha'at darj nahin.

[20.] Attar, Farid al-Din, Tazkirat al-Awliya, jild 1, s. 158, Intisharat Zawar, Tehran, 1380 Shamsi.

[21.] Al-Jilani, Muhy al-Din Sheikh Abdul Qadir, Sirr al-Asrar wa Mazhar al-Anwar fima Yahtaju Ilayh al-Abrar, tahqiq: Ahmad Farid al-Mazidi, taba' duwwum, s. 175, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1428 Hijri, 2008.

[22.] Attar, Farid al-Din, Tazkirat al-Awliya, s. 55, jild 1, Tehran: Intisharat Zawar, 1370 Shamsi, 1991; Al-Ajluni, Ismail bin Muhammad, Kashf al-Khafa wa Muzil al-Ilbas, jild 2, s. 350, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, san-e isha'at darj nahin.